سرفراز احمد اختر القادری

سگِ مدینہ

اسلامک ایجوکیشن ٹرسٹ

مصطفیٰ کالونی، ۵۔بی۔۲، گلشن احمد رضا
نئی آبادی نارتھ کراچی ۷۵۸۵۰، اسلامی جمہوریہ پاکستان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ، و نصلّی علیٰ رَسولہ الکریمؑ

عرضِ سرفراز

پیش نظر حقائق داستانِ محبت کا ایک حسین باب ہیں۔ وہ داستان محبت کہ جس کے دم قدم سے عالم میں بہار ہے۔ جس کی کِک سے پھولوں میں مہک ہے۔ جس کی دمک سے چاند و سورج میں چمک ہے۔ اسی کی حرارت سے دِل دھڑک رہے ہیں۔ اسی کی رنگت سے شجر ہو حجر اور گل و ثمر میں حسن و ذائقہ ہے۔

انسانی فطرت ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے خود کو اس سے منسوب کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ آج ہر مسلمان غلامی رسول اور محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازاں ہے اور اس ناز کے اظہار کا ایک طریقہ اپنے آپ کو سگِ مدینہ کہنا بھی ہے۔ احقر نے اسی حوالے سے قرآن و حدیث اور اسلاف کرام کے اقوال جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

جو کچھ تحریر کیا یہ سب میرے برادر اکبر اور دُنیائے علم و دانش کی معروف ہستی سیدی استاذی حضرت مولانا ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری قبلہ زید اقبالہم کی حسن تربیت اور روحانی فیضان کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ مجھے ان کی اُمیدوں پر پورا اُترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خادم علم

سرفراز احمد اختر القادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم......

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ...... ماشاءاللہ، زہے نصیب، زہے نصیب

ارے سرفراز بھائی، اچانک کراچی کیسے آنا ہوگیا......!

بس اقبال بھائی کیا بتاؤں، آج کل فارغ تھے، سوچا آپ سے ملاقات ہی کر آؤں......

اقبال...... ہاں ہاں کیوں نہیں، ارے اندر بھی آؤ گے یا ساری باتیں دروازہ پر ہی کرلو گے۔ یہ دو صاحبان آپ کے ساتھ کون ہیں۔

سرفراز...... ہاں یہ میرے دوست ہیں، دونوں ہی آپ سے ملاقات کے مشتاق تھے کیونکہ میری گفتگو میں اکثر آپ کا ذِکر ہوتا ہے اس لئے ان سے آپ کا غائبانہ تعارف ہوگیا تھا۔ یہ حیدر نقوی صاحب ہیں اور وہ افتخار قاسمی۔

اقبال...... اچھا چلو اب اندر آجاؤ باقی باتیں بعد میں کریں گے۔ (تینوں مہمان میزبان کے ساتھ اندر آکر بیٹھ گئے، میزبان اقبال نے کہا) یہ بتاؤ پہلے نہانا دھونا ہے یا پہلے ناشتہ پانی چلے گا......؟

سرفراز...... میرا خیال ہے پہلے نہا دھولیں پھر سکون سے ناشتہ کریں گے اور آپ سے کافی ساری باتیں بھی کرنی ہیں اس لئے تازہ دم ہولیں تو اچھا رہے گا۔

اقبال...... ہاں ٹھیک ہے جیسے مرضی، یہ ساتھ ہی غسل خانہ ہے آپ لوگ فارغ ہوں، اتنے میں ناشتہ پانی کا بندوبست کرتا ہوں۔

(کچھ دیر میں سب نہا کر تیار ہوگئے اور میزبان اقبال کھانا تیار کر کے لے آئے۔ سب نے کھانا شروع کیا، خاموشی سی طاری تھی، میزبان اقبال نے کہا) بھئی کیا بات ہے خاموشی کیسی، کوئی بات چھیڑو...... کچھ اپنی کہو، کچھ ہماری سنو......!

سرفراز...... اصل میں ہم تینوں ایک اہم بات کرنے ہی کیلئے آئے ہیں۔ تو پھر شروع کرو یار، انتظار کیسا (اقبال نے کہا)......

سرفراز...... کافی دن سے ہم تینوں کی اس بات پر بحث ہو رہی تھی کہ انسان کا اپنے آپکو جانور سے تشبیہ دینا کیسا ہے؟ یہ دونوں کہتے ہیں کہ ناجائز اور سخت گناہ ہے جبکہ میں نے ان سے کہا کہ یہ جائز ہی ہوگا کیونکہ میں نے اپنے بعض بزرگوں کو اپنے نام سے قبل **سگِ مدینہ، سگِ غوث، سگِ سگانِ کوئے مدینہ** لکھتے دیکھا ہے مگر ان کی تسلی نہ کرا سکا، آج کل فارغ تھے میں نے ان دونوں کو آنے پر آمادہ کیا اور اب آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔

اقبال...... ٹھیک ہے کھانا کھالیں پھر تفصیلی بات چیت کریں گے اور سناؤ گھر والوں کا کیا حال ہے۔

سرفراز...... گھر والے آپ کو بہت یاد کرتے ہیں، خاص کر ماں جی تو بات بات میں یاد کرتی ہیں اور ہر وقت دعائیں دیتی رہتی ہیں،

بابا اور سب بھائی بھی یاد کرتے ہیں، سب نے سلام کہا اور خاص کر ماں جی اور باجی نے بہت بہت سلام دعا کہا ہے۔

علیک وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، مجھے بھی سب لوگوں کی بہت یاد آرہی ہے خاص کر ماں جی کا پیار تو کبھی نہیں بھول سکتا۔

اِن شاءاللہ عنقریب میں خود ملنے جاؤں گا، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں بَرَکت عطا فرمائے اور سب کو سلامت وخوش رکھے.....آمین

اچھا اب تم لوگ تھوڑا آرام کرلو پھر باتیں کریں گے (میزبان اقبال کھانے کے برتن لے جاتے ہوئے)

(رات کو پھر سب مل کر لان میں بیٹھے اور سلسلہ گفتگو شروع ہوا، افتخار قاسمی نے میزبان اقبال کو مخاطب کرتے ہوئے کہا)......اقبال بھائی یہ بتائیں کہ قرآنِ پاک کی سورۃ التین آیت نمبر۴ میں جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمادیا کہ "تحقیق اس میں یقیناً ہم نے انسان کو نہیں پیدا کیا مگر سب سے بہتر صورت میں" تو اب خود انسان کا اپنے کو جانوروں سے تشبیہ دینا کیسے جائز ہوگا، میں تو کہتا ہوں کہ یہ قرآن کا اِنکار ہی ہوگا، کیا خیال ہے......!

اقبال......آپ کے خیال سے مجھے اختلاف ہے مگر اس اختلاف کو واضح کرنے سے قبل میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو ابھی سورۃ التین کی آیت نمبر۴ کا ترجمہ سنایا ہے یہ آپ کا اپنا ہے یا کسی اور کا......؟

کیا مطلب! (افتخار قاسمی)

مطلب یہ کہ اس ترجمہ سے مطلب واضح نہیں ہوتا بلکہ الفاظ پیچیدہ پیچیدہ معلوم ہوتے ہیں۔ (اقبال)

(افتخار قاسمی) میں پچھلے سال رائے ونڈ کے اجتماع میں گیا تھا اور وہیں سے ترجمہ والا قرآن لایا تھا، یہ ترجمہ اسی میں سے یاد کیا ہے۔

رائے ونڈ............؟

یہ آپ کہاں پھنس گئے............ (اقبال نے تعجبیہ انداز میں کہا)......

آپ کسے پسند کرتے ہیں اس سے مجھے سروکار نہیں لیکن اتنا ضرور پتہ ہے کہ ایک سچا مسلمان وہی ہے جو سچوں کو پسند کرے اور سچوں ہی کے ساتھ رہے کیونکہ قرآنِ پاک میں خود ربِّ کائنات نے حکم دیا ہے کہ......

وکونو مع الصادقین 'اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ'

رائے ونڈ والوں کی سچائی کا حال اس بات سے عیاں ہے کہ جس ترجمہ قرآن کی بات آپ نے کی اسی میں لکھا ہے کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور مکر کرنے والا ہے......اب جو قوم اپنے ربّ ہی کو مکار اور جھوٹا قرار دے تو خود اس کا کیا حال ہوگا۔

میرا آپ کو یہی مشورہ ہے کہ آپ صحیح اور سچا ترجمہ قرآن ہی مطالعہ کیا کریں جو کہ **کنزالایمان** کے نام سے ملتا ہے، صِرف ایک مثال عرض کردوں پھر اپنی اصل بات پر کلام کریں گے، سورۃ التین کی جس آیت کا ترجمہ آپ نے اس ترجمہ میں سے پیش کیا اب ذرا اسی کا ترجمہ **کنزالایمان** سے سنیں اور سوچیں کہ کون سا صاف اور شیریں ترجمہ ہے......'بے شک ہم نے آدمی کو اچھی

صورت پر بنایا۔

(افتخار قاسمی) ہاں یار یہ تو نہایت آسان اور صاف ستھرا ترجمہ ہے، میں بھی اب یہی لوں گا۔

اقبال......اب اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں کہ انسان کا اپنے آپ کو جانور سے تشبیہہ دینا کیسا ہے......!

قرآن پاک میں جا بجا انسانی عظمت کا اظہار فرمایا گیا ہے......سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۳۴ میں انسان کا مسجود ملائکہ ہونا بیان کیا گیا ہے......سورۃ التین کی آیت نمبر ۴ میں انسان کا اچھی صورت میں بنایا جانا ذکر کیا گیا......سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۰ میں انسان کا دیگر مخلوق سے افضل ہونا بیان کیا گیا......سورۃ الانفطار آیت ۶، ۷ میں انسان کی کامل حالت میں تخلیق کا ذکر کیا گیا......سورۃ ابراہیم آیت ۳۴ میں انسان کو ان گنت انمول نعمتوں کے عطا کئے جانے کا ذکر ہے......سورۃ الاحزاب کی آیت ۷۲ میں انسان کا اس خلافت ارضی کی امانت کو اٹھانے کا ذکر کیا گیا جس کے اٹھانے کا آسمانوں، زمین اور پہاڑوں نے انکار کر دیا تھا۔

ان آیات سے اگرچہ انسانی عظمت عیاں ہے مگر ربِّ کائنات انسان کا خود اپنی تعریف کرنا پسند نہیں فرماتا...... چنانچہ سورۃ والنجم آیت نمبر ۳۲ میں انسان کو اپنی ذات کی پاکیزگی وطہارت بیان کرنے سے منع کیا گیا......یعنی اپنی پارسائی اور خصوصیات مت بیان کرتے پھرو......یہی وجہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام اور اولیائے امّت ہمیشہ اپنے آپ کو کمتر اور ظالم کہتے رہے حالانکہ ان میں کوئی بھی نہ کمتر ہے اور نہ ہی ظالم......ان حضرات کا اپنے آپ کو کمتر کہنا اور پست اشیاء سے خود کو تشبیہہ دینا بطور تواضع وانکساری ہے۔

سرفراز......ابھی آپ نے کہا کہ انبیاء کرام بھی اپنے آپ کو کمتر اشیاء سے تشبیہہ دیتے رہے، اسکے متعلق قرآن میں کہاں ذکر ہے؟

اقبال......حضرات انبیاء کرام کا اپنے آپ کو کمتر کہنا اور ظالم کہنا کئی مقامات پر ہے...... چنانچہ سورۃ القصص آیت ۱۶ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے آپ کو ظالم کہنا مذکور ہے......سورۃ الانبیاء ۸۷ میں ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم سے بیزار و مایوس ہوکر چلے گئے تو سمندر کی ایک مچھلی نے آپ کو نگل لیا، وہاں آپ نے اپنے آپ کو ظالم کہا......سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱۵ میں ہے کہ ربِّ کائنات نے فرمایا آدم سے بھول ہوئی ورنہ ان کا ارادہ اپنے ربّ کی نافرمانی نہ تھا مگر پھر بھی حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، میں ظالم ہوا۔ (سورۃ الاعراف، ۲۳)

ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ یہ کون اپنے آپ کو ظالم کہہ رہا ہے، وہ کہ جس کی برأت کا خود ربِّ کائنات اعلان فرما رہا ہے، انبیاء کرام اپنے کو ظالم کہہ رہے ہیں مگر ربِّ کائنات انہیں منع نہیں فرماتا کہ میں نے تو تمہیں نہایت افضل بنایا ہے، اشرف المخلوقات بنایا ہے، تم تو ظلم اور گناہوں سے پاک ہو پھر اپنے آپکو ظالم کیوں کہتے ہو، پتہ چلا کہ اس طرح تواضع وانکساری کرنا خلاف شرع اور ناجائز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

سرفراز......اچھا عاجزی وانکساری میں خود کو کمتر اور ظالم کہنا تو سمجھ میں آ گیا مگر انسان کا خود کو جانور سے تشبیہہ دینا، یہ بھی تو وضاحت

کریں۔

ہاں، ہاں کیوں نہیں (اقبال نے پانی پیتے ہوئے کہا)......

انسان کا عاجزی میں خود کو کمتر اشیاء حتیٰ کہ جانوروں سے تشبیہہ دینا بھی جائز ہے......حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باکمال شخصیت سے ایک زمانہ متعارف ہے خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن کے جنّتی ہونے کی شہادت فرمائی، ان کی عاجزی وانکساری کا عالم یہ تھا کہ حضرت عبداللہ بن عامر کہتے ہیں کہ انہوں نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا کہ کاش میں یہ تنکا ہوتا۔ (الطبقات، ۳-۳۶۰) وہ عظیم ہستی کہ جس کیلئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ دُنیا ہی میں دے دیا مگر ابوبکر کے احسانات کا بدلہ روز محشر اپنے خالق ومالک سے لے کر دوں گا، نیز انکے جنّتی ہونے کی دُنیا ہی میں بشارت فرمائی تھی وہ امیر المؤمنین سیّدنا صدِّیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش میں کسی مسلمان کے پہلو کا بال ہوتا۔ایک مرتبہ آپ نے ایک پرندے کو درخت پر بیٹھے دیکھ کر فرمایا، اے پرندے تو خوش نصیب ہے واللہ کاش میں بھی تیری طرح ہوتا ایک مرتبہ آپ نے فرمایا، کاش میں دنبہ ہوتا، مجھے گھر والے پالتے، ذبح کرتے اور کھا جاتے۔ (حیات صحابہ، ۲-۱۰۹)

جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے جنّت ودوزخ کے درمیان لایا جائے اور ابھی مجھے خود بھی خبر نہ ہو کہ اس میں سے کس میں جانا ہوگا تو اس وقت ہاں میں راکھ ہوجانا پسند کروں گا۔اور سنو اور بتاتا ہوں...... (اقبال)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق صحابہ کرام میں مشہور تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد آپ کے اسوۂ حسنہ پر جو ہم سب سے بڑھ کر ہے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں، وہ خود ایک ستون کو ملاحظہ فرما کر فرماتے کہ کاش میں یہ ستون ہوتا۔ (حیات صحابہ، ۲-۲۲۱)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کائنات میں ابوذر غفاری سے بڑھ کر سچا کوئی نہیں، وہ خود اپنے لئے فرماتے ہیں کہ کاش مجھے ایسا درخت بنادیا جاتا جس کو کاٹ دیا جاتا اور جس کا پھل کھایا جاتا......حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ سے متعلق روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے، کاش میں دنبہ ہوتا، مجھے کسی مہمان کے لئے ذبح کردیا جاتا، مجھے کھاتے اور کھلا دیتے۔(کنز العمال، ۲-۱۴۵)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جن کے متعلق مشہور ہے کہ ملائکہ ان کی زیارت وملاقات کو آیا کرتے تھے، ان سے متعلق حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرمایا کرتے کاش میں راکھ ہوتا، جسے ہوائیں اڑا لے جاتیں۔ (الطبقات، ۴-۲۸۷)

(مہمانوں میں سے حیدر نقوی نے سوال کیا) میرا تعلق دراصل فقہ جعفریہ سے ہے یہ بتائیں کہ کیا حضرت علی علیہ السلام سے بھی ایسا کوئی واقعہ ہے؟

اقبال......حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب **اسد اللہ** مشہور و عام ہے۔جس کا مطلب **اللہ کا شیر** ہے، آج تمام عالم اسلام میں نماز جمعہ

کے خطبات میں بھی انہیں اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ابـا تـراب یعنی مٹی کا باپ کہہ کر پکارا، بخاری شریف میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کنیت بہت پسند تھی۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس کنیت کی نسبت سے آج بھی بے شمار لوگ ابـو تـراب کنیت رکھتے اور اپنے نام کے ساتھ ترابی لگاتے ہیں۔

حیدر نقوی......ہاں واقعی ہمارے بہت سے ذاکرین کے نام میں ترابی آتا ہے۔

افتخار قاسمی......جانوروں اور دیگر اشیاء سے تشبیہ کا تو پتہ چل گیا مگر کتّے کا تو کہیں ذِکر ہی نہیں، پھر سگِ مدینہ کہنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

اقبال......قرآن حکیم میں ایک سورۃ الکہف ہے جس میں اصحاب کہف اور ان کے کتے کا ذِکر آیا ہے جب اصحاب کہف وقیانوسی بادشاہ کے شر اور اپنے ایمان کے تحفظ کی خاطر اپنے علاقہ سے ہجرت کر رہے تھے تو راستے میں ایک چرا ہے کے پاس سے گذرے، اس کے ساتھ ایک کتا بھی تھا، اس کتے نے چرواہے کو چھوڑ کر اصحاب کہف کی اتباع اختیار کر لی، (صحابی رسول) حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب کہف نے اسے کئی بار بھگانے کی کوشش کی مگر بھاگنے کی بجائے اپنے پچھلے قدموں پر کھڑا ہو جاتا، جب وہ شہر سے دُور ایک غار میں جا بیٹھے تو وہ کتا سگِ کہف بن کر غار کے دہانے پر بیٹھ گیا، اس کتے کی یہ ادا ربّ کائنات کو اتنی پسند آئی کہ قرآن کریم میں اس کا خصوصی ذکر فرمایا، چنانہ سورۃ الکہف کی آیت ۱۸ میں اس کتے کا غار کے داہنے پر بیٹھنے کا ذِکر اس طرح کیا گیا......'اور ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر۔'

پھر اسی سورۃ الکہف کی آیت ۲۲ میں ان کی تعداد کا ذکر فرمایا تو اس کتے کا بھی شمار کیا اور ایک نہیں تین مرتبہ اصحاب کہف کی تعداد کا ذکر فرمایا تو تین مرتبہ اس کتے کا ذکر بھی کیا گیا۔ یہ قرآنِ پاک میں بار بار اس ناپاک جانور کا ذکر کیوں کیا گیا، اس لئے کہ اس نے اللہ والوں سے نسبت جوڑ لی تھی۔

آپ کو پتہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ والوں کے ساتھ رہنے والا کبھی بد بخت نہیں ہوتا۔تاریخ شاہد ہے کہ اللہ والوں سے جو محبت کرتا ہے اسے برکتیں نصیب ہوتی ہیں خواہ وہ جانور ہی کیوں نہ ہوں۔

اصحاب کہف کے کتے کو بھی ان کی برکتیں حاصل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں اس کا بار بار ذکر فرمایا، یہی نہیں بلکہ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جو نیند کا انعام اصحاب کہف کو ملا وہ ان کی برکت سے ان کے کتے کو بھی نصیب ہوا۔ جبکہ جلالین میں ہے کہ جب اصحاب کہف کی کروٹیں بدلی جاتیں تو ان کے ساتھ ساتھ اس کتے کی بھی کروٹیں بدلی جاتیں۔

افتخار قاسمی......یہ جلالین کا کیا مطلب!

سرفراز......ارے یار تمہیں اتنا بھی نہیں پتہ جلالین سے مراد حضرت امام جلال الدین سیوطی اور حضور امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہما کی تفسیر جلالین مراد ہے۔

اچھا، ان بزرگوں نے یہ بات لکھی ہے تو بڑی اہمیت کی بات ہے...... (حیدر نقوی نے پہلو بدلتے ہوئے کہا)۔

سرفراز...... اچھا اقبال بھائی اور بتائیں

اقبال...... ہاں، ہاں...... **تفسیر روح البیان** عالم اسلام کی مشہور تفسیر ہے جو کہ حضرت شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یادگار ہے اور حال ہی میں بہاولپور کے ممتاز عالم علامہ فیض احمد اویسی رضوی نے اس کا اُردو میں ترجمہ کیا ہے، اس میں ہے کہ اصحاب کہف کا کتا جنّتی ہے جو ان کے ساتھ مینڈھے کی صورت میں جنّت میں داخل ہوگا۔ یہ کتاب میرے پاس بھی موجود ہے چاہو تو خود دیکھ لو (متعلقہ سورۃ الکہف) اس کے علاوہ تفسیر روح المعانی میں ہے کہ اصحاب کہف کے کتے کا جنّتی ہونا مشہور ہے اور بعض شیعہ اپنے بچوں کا نام **کلبِ علی** رکھتے ہیں یعنی سگِ **علی** یا **علی** کا کتا اور کہتے ہیں کہ جب اصحاب کہف کا سگ جنّتی ہے تو سگِ **علی** بطریق اولیٰ جنتی ہوگا۔ (پ۱۵-۲۲۶)

حیدر نقوی...... واہ اقبال بھائی اب میری سمجھ میں آیا کہ میرے دادا کا نام **کلب علی** کیوں تھا۔ بھئی میں تو اب سمجھ گیا اور مان گیا، میری تسلی ہوگئی، سرفراز بھائی اب مجھے آپ کی بات سے اتفاق ہے۔

سرفراز...... ٹھیک ہے لیکن اقبال بھائی سے پوری بات تو سن لیں تاکہ کسی اور کو بھی سمجھا سکیں۔

اقبال...... اب ثابت ہوا کہ سگِ کہف اور سگِ **علی** جنّتی ہوسکتے ہیں تو خالق کائنات کے حبیب رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے کوئی تواضع وانکساری میں **سگِ مدینہ** کہے تو کیوں دُرست نہ ہوگا اور کیوں جنّتی نہ ہوگا......!

یہ بات بھی اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے کہ حقیقت میں سگ ہونا اور ہے اور تواضع وانکساری میں خود کو سگ کہنا اور ہے، جیسے کوئی استاد اپنے شاگرد کی تعریف بیان کرے اور پھر یہی بات کوئی اس شاگرد سے بیان کرے تو وہ کہتا ہے میں کہاں، میری کیا حیثیت، میں تو اپنے استاد کے قدموں کی دھول ہوں اور بس...... تو اس کا مطلب کیا یہ لیا جائے گا کہ یہ شخص گوشت پوست کا جسم نہیں رکھتا بلکہ فقط مٹی اور دھول ہے! نہیں، نہیں، وہ گوشت پوست کا جسم بھی رکھتا ہے...... عقل وشعور کا بھی مالک ہے...... پتہ چلا کہ وہ خاک نہیں مگر اپنے استاد سے نسبت کا اظہار کرتے ہوئے انکساری کررہا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسے لوگ جھوٹا اور فریبی نہیں کہتے بلکہ اس کے اس فعل پر اس کی تعریف بیان کرتے ہیں کہ فلاں شخص اپنے استاد کا بڑا ادب واحترام کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی پست چیز سے خود کو مثال دینا ہرگز یہ معنی نہیں رکھتا کہ وہ شخص بجائے انسان خود وہ چیز ہے۔

سرفراز...... کیا خالقِ انسان نے بھی خود انسان کو کہیں جانور کہا ہے!

اقبال...... ہاں سرفراز تم نے اچھا سوال کیا ہے ربّ کائنات تو کہے کہ ہم نے انسان اچھی صورت پر بنایا اور انسان خود کا انکساری میں جانور سا کہے، کیا اس میں خالقِ انسان کی بات کی نفی ہوتی ہے......!

ہرگز نہیں۔ جہاں خالقِ کائنات نے انسان کی عظمت بیان کی، وہیں بعض وجوہ پر اسے جانور سا کہا، چنانچہ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۷۵، ۱۷۶ میں خالقِ انسان نے خود ایسے انسان کو کتے کی مثل فرمایا کہ جو توحیدِ الٰہی کا انکار کرتے اور خواہش نفس کی اتباع کرتے ہیں۔ ان آیات کی تفسیر میں روح المعانی میں ہے کہ بدکردار انسان سے کتا افضل ہوتا ہے۔ (پ ۹۔ ۱۵۵)

قرآن پاک کی سورۃ الاعراف کی آیت ۱۷۹ میں خالقِ انسان نے خود انسان کو کتے سے بھی بدتر قرار دیا اور فرمایا کہ ہم نے بہت سے جنّوں اور انسانوں کو جہنم کیلئے پیدا کیا ہے، ان کے پاس دِل ہے مگر وہ ان سے سوچتے نہیں، ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں، کان ہیں مگر سنتے نہیں، وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گذرے اور بدتر ہیں۔ سورۃ الفرقان آیت ۴۳، ۴۴ میں فرمایا کہ جنہوں نے اپنی خواہش کا خدا بنالیا وہ چوپائے بلکہ اس سے بھی بدتر گمراہ ہیں۔ سورۃ ابراہیم آیت ۳۴ میں فرمایا بیشک آدمی بڑا ظالم اور ناشکرا ہے۔ سورۃ الاحزاب کی آیت ۷۲ میں ہے کہ انسان ظالم و جاہل ہے۔ سورۃ الجمعہ آیت ۵ میں ہے ان لوگوں کی مثال جنہیں تورات دی گئی پھر انہوں نے اسے اس گدھے کی طرح اٹھایا جس پر کتابیں لادی گئیں، بری مثال ہے ایسے لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیت کا انکار کیا۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی کسی انسان کو جانور یا کسی اور چیز سے مثال دی ہے! (سرفراز)

ہاں، ہاں کیوں نہیں...... (اقبال نے پہلو بدلتے ہوئے جواب دیا اور کہا)

جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی کنیت 'ابا تراب' (مٹی کا باپ) بہت پسند تھی اور پسند کی وجہ یہ تھی کہ یہ کنیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا کی تھی، معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مٹی اور مٹی کا باپ فرمایا، اسی طرح انہیں اسد اللہ (اللہ کا شیر) فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار فرمایا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی کنیت 'ابو ہریرہ' (بلیوں کا باپ) معروف ہے یہ کنیت بھی خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی نے انہیں عطا فرمائی تھی۔ حضرت سعید بن جمعان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مہران جنہیں لوگ 'سفینہ' (کشتی) کے نام سے پکارتے، سے ان کے اس نام کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے 'سفینہ' نام عطا فرمایا تھا۔

حضرت ابوالورد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تو خوب سرخ پایا پھر مخاطب ہو کر فرمایا تو، تو سراپا گلاب ہے۔ (شرح السنہ، ۱۳۔ ۱۸۳)

بخاری شریف میں ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوتا، وہ آپ کو ہنسایا کرتا تھا، ایک دِن آپ نے اس پر شراب کی حد لگائی، وہ آپ کی خدمت میں لایا گیا تو وہاں موجود کسی شخص نے کہا اے اللہ اس پر لعنت فرما،

اسے اتنی مرتبہ حد کیلئے لایا گیا، اس پر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ (باب یکرہ من لعنت الشارب) اس واقع سے معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کی محبت انسان کے تمام گناہ ختم ہی نہیں کر دیتی بلکہ آئندہ اس سے بچاتی ہے نیز یہ ہے کہ یہ محبت ہر فعل پر حاوی اور افضل ہے۔

افتخار قاسمی...... اچھا قرآن اور قرآن کی تفاسیر کے علاوہ احادیث اور صحابہ کرام کے اقوال سے تو آپ نے دلائل وشواہد بیان کر کے تسلی کرادی ہے، ہم تینوں نہ صِرف مطمئن ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اِن شاء اللہ تسلی دِلا کر قائل کر سکیں گے چاہے کوئی فقہ جعفریہ سے منسوب ہو یا فرقہ دیوبندیہ اور وہابی تحریک کا ماننے والا ہو یا چاہے مذہب اہلسنّت کا پیروکار ہو۔

اب ذرا ہمارے ماضی قریب کے اکابر علماء واسلاف کا اس بارے میں اظہار ہو سکے تو بیان کر دیں تا کہ جدید دَور کی بات بھی ساتھ ساتھ ہو جائے۔

اقبال...... حضرت شیخ سعدی اپنے اشعار میں فرماتے ہیں کہ اچھے عقائد اور اعمال کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں، حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بدوں کے ساتھ لگ گیا، نبوت کے خاندان سے اس کا تعلق ختم ہو گیا، اصحاب کہف کا کتا چند دِن نیکوں کے ساتھ لگ گیا، انسان جیسا ہو گیا۔ (گلستان، باب ا-۲۴)

اقبال...... بزرگان دین اسلاف کرام نے بھی اپنے آپ کو ہمیشہ کم سے کم اور پست سطح پر رکھا۔ عاجزی وانکساری تعلیمات شریعت کا نچوڑ اور اس کی روح ہیں، بزرگوں کی انکساری کے بیان کو تو بہت وَقت چاہیئے، میں صِرف وہ بات کرتا ہوں جو ہمارے موضوع سے متعلق ہیں۔

حضرت امام عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت اور ان کا عشقِ رسول مشہور ومعروف ہے وہ اپنے ایک شعر میں لکھتے ہیں ؎

سگ را کاش جامی نام بودے — کہ امد بر زبانت گاہے گاہے

اپنی خواہش اور آرزو کا اِظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کاش رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کتے کا نام جامی ہوتا، تا کہ کبھی نہ کبھی آپ کی زبان پر آ ہی جاتا۔

حضرت حافظؔ شیرازی فرماتے ہیں کہ ؎

شنید ام کہ سگاں را قلادہ مے بندی — چرایہ گردن حافظ نمے نہی رسنے

فرماتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے سنا ہے کہ آپ نے اپنے کتوں کے گلے میں پٹہ ڈال رکھا ہے تو حافظؔ کی گردن میں رسی کیوں نہیں ڈال دیتے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں کہ اے انسان اگر تو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے تو شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے در کا سگ بن جا کیونکہ ان کے در کا سگ شیروں سے بھی زیادہ مقام رکھتا ہے۔
حضرت شیخ بہاء الدین ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ایک منقبت عرض کی جس کا ایک شعر ہے ۔

سگ درگاہ جیلانی بہاء الدین ملتانی لقائے دین سلطانی محی الدین جیلانی

یعنی بہاء الدین زکریا ملتانی حضرت سیّد شیخ عبدالقادری جیلانی کے در کا سگ ہے **سگِ جیلانی** ہے **سگِ غوث** ہے۔
سرائیکی کے مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں ۔

میں سگ آستان رسالت ماب کا ابنِ قحافہ کا اور ابنِ خطاب کا
عثمان کا علی کا حسن اور حسین کا اور خواجگانِ چشت عالی جناب کا

میں رسالت ماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آستانہ پاک کا کتا ہوں **سگِ مدینہ** ہوں، میں صدیق اکبر اور فاروق کے در کا کتا ہوں **سگِ صدیق** اور **سگِ فاروق** ہوں، میں عثمانِ غنی اور مولیٰ علی کا کتا ہوں **سگِ علی** و **سگِ عثمان** ہوں، ہاں ہاں میں **سگِ حسن** ہوں **سگِ حسین** ہوں اور خواجگانِ چشت کا بھی سگ ہوں **سگِ چشت** ہوں۔
اب افتخار قاسمی صاحب کی توجہ کیلئے رائے ونڈ والوں کے بڑوں کی رائے بھی لگے ہاتھوں پیش کردوں اس سے قبل نقوی صاحب تو قائل ہو کر خاموش اور مطمئن بیٹھے ہیں۔ یہ اس لئے تا کہ جب آپ اپنے علاقہ وحلقہ میں جائیں گے، اسی طرح کے اعتراز ہوں گے کہ ہم نہیں مانتے ہمارے اسلاف نے تو نہیں کہا وغیرہ لہٰذا آپ خود پہلے مطمئن ہوں گے تو دوسروں کو مطمئن کریں گے۔ اب دوسروں کو مطمئن کرنا اور سیدھی اور سچی بات کرنا آپ حضرات کی ذِمہ داری ہوگی میں ہر جگہ نہیں جا سکتا اور نہ ہی ہر کوئی اتنی دُور آ سکتا ہے۔ بہر حال، رائے ونڈ والوں کے مذہبی پیشوا، دارالعلوم دیوبند کے بنانے والے جناب مولوی محمد قاسم نانوتوی اپنے رسالہ **قصائد قاسمی** میں لکھتے ہیں کہ ۔

جو چھوئی دیوے سگِ کوچہ تیرا اس کی نعش تو پھر خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار
لگے ہے سگ کو تیرے میرے نام سے گو عیب پر تیرے نام کا لگتا مجھے ہے عز و وقار
اُمیدیں لاکھ ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں مروں تو کھائیں مجھ کو مور و مار

اب آخر میں امام عاشقاں امام اہل محبت حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات کرتے ہوئے گفتگو ختم کرتے ہیں کافی رات ہوگئی، میرے خیال میں رات کے ڈھائی بجے ہوں گے۔ خیر اب اس صدی کے عظیم عارف و عالم اور

عاشق صادق کی فکر ملاحظہ کریں، عاجزی وانکساری میں فرماتے ہیں ۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

پھر اپنے متوسلین اور عاشقانِ عالم کو دِلاسہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

پھر التجا کرتے ہیں ۔

جاؤں کہاں، پکاروں کسے، کس کا منہ تکوں کیا اور جا بھی پرستش سگِ بے ہنر کی ہے

پھر سگِ مدینہ کی عظمت کا ذِکر فرماتے ہیں کہ ۔

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین ہے دُوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

پھر سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت وشان بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۔

تجھ سے دردر سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

پھر اپنے **سگِ غوث** ہونے پر ناز کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ۔

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

پھر **سگِ غوث** کی طاقت اور عظمت اور اس نسبت سے حاصل ہونے والی روحانی طاقت کا اِظہار فرماتے ہیں ۔

کیا دَبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا شیر کو خطرہ میں لاتا نہیں کتا تیرا

ان اشعار میں حضرت امام عاشقاں کا **سگِ بغداد**......**سگِ غوث** اور **سگِ طیبہ** کہنا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ وہ اسے جائز اور مستحسن جانتے ہیں جبھی تو خود اپنے لئے بھی استعمال فرمارہے ہیں۔

الغرض میں نے قرآن، تفسیر، احادیث، شروح اور اکابر اسلاف کے اقوال سے آپ کے ذِہنوں میں اُٹھنے والے سوالات کا اپنے طور پر آسان طریقے سے جواب دینے کی کوشش کی ہے نہ معلوم آپ لوگ سمجھ سکے یا......!!

نہیں نہیں اقبال بھائی! ایسی بات مت کریں، آپ نے تو ہمارے دِل ودماغ کو عشق ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز کردیا ہے، اس قدر تسلی ہوچکی ہے کہ جی چاہتا ہے کہ آج ہی سے اپنا نام بدل لوں، حیدر نقوی کو **کلب علی** کہیں......افتخار قاسمی کو **سگِ حرم** اور میں خود اپنے کو کبھی **سگِ مدینہ** کہوں......کبھی **سگِ غوث**......کبھی **سگِ رضا**......کبھی **سگِ بغداد**......کبھی **سگِ سگانِ کوچۂ طیبہ**......۔

سرفراز نے کرسی سے کھڑے ہوتے اور انگڑائی لیتے ہوئے اظہار کیا، سب کھڑے ہوگئے اور اقبال بھائی کے دلائل پر واہ واہ کرنے لگے......ایسے میں سرفراز نے کہا، بھائی یہ تمام دلائل کتابی صورت میں لکھ دیں تا کہ یہ مسئلہ عام ہو اور لوگ استفادہ کریں، دیکھیں ہر کوئی تو ہماری طرح آپ کے پاس وقت نکال کر لاہور سے کراچی نہیں آسکتا نا......!

جعفر نقوی اور افتخار قاسمی......اچھا اقبال بھائی اب ہم سوتے ہیں صبح فجر میں اٹھنا ہے پھر لاہور کی واپسی ہے۔

اقبال......ارے سرفراز یہ کیا کہہ رہے ہیں آج ہی تو آئے ہیں اور کل واپسی......! ہاں بھیا ٹھیک ہے، دِل کی بے قراری ختم ہوگئی اور اب بے چینی ہے کہ جلدی سے لاہور پہنچ کر لوگوں کو یہ اہم مسئلہ بتائیں کہ سگِ مدینہ کہنا ناجائز اور حرام نہیں بلکہ یہ تو محبت کی علامت ہے...... یہ تو اظہار محبت کا ذریعہ ہے...... یہ تو محبت کو چاہت سے قریب کرنے کا طریقہ ہے...... یہ طریقہ چاہتوں کو محبت میں بدل دے گا...... محبتیں، عشق کی راہ لیں گی...... عشق کی راہوں کا کیا کہنا...... اور عشق ہی ایک مسلمان کی معراج ہے...... ایسی معراج جس میں وہ بلا حجاب اپنے محبوب سے ملاقات کا شرف حاصل کرتا ہے ایسی ملاقات جس میں فاصلوں کا دخل نہیں...... جس میں مسافت کی قید نہیں......جس میں ٹکٹ کا انتظار نہیں...... عشق صادق ہونا چاہئے اور بس ......منزلیں اپنی جگہ ہی رہ جائیں گی، راستے آنے والوں کے منتظر ہی رہیں گے...... فاصلے طے ہو چکے ہوں گے، حریم ناز کے جلوۂ زیبا اپنی رعنائیاں لوٹا چکے ہوں گے، علم و عرفان کے خزانے قلب و اذہان میں منتقل ہو جائیں گے کسی کو خبر تک نہ ہوگی۔

محبوب عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اُمتیوں کے سروں پر آج بھی تاج عزّت و عظمت رکھنے کو تیار ہیں...... ہے کوئی جواُن کی بارگاہ میں عاجز بن کر حاضر ہو...... ہے کوئی جواُن سے نسبت کے اِظہار کے لئے تواضع وانکساری کا مظاہرہ کرے...... ہے کوئی جواُن کے سگ ہونے پر فخر کرتا ہوا عالم اسلام پر چھا جانے کی تمنا رکھتا ہو...... ہے کوئی جو سگِ طیبہ بن کر روضۂ اقدس کے دہانے دونوں ہاتھ پھیلا کر اصحاب کہف کے کتے کی طرح بیٹھنے کی اُمنگ رکھتا ہو...... ہے کوئی جو سگِ مدینہ بن کر زمین و آسمان کے جن وانس اور ملائکہ میں اپنے تذکار کی محافل برپا کرادے......

کاش! سازِ سگاں ایجاد ہو جائے......اس کی لے پر سارا عالم بحیثیت سگانِ مدینہ روحانی رقص و سرور کی فضاء پیدا کرنے کیلئے قصیدۂ بردہ اور حدائق بخشش کی دھن پر محافل منعقد کریں۔

احقر

سرفراز احمد اختر القادری

مصطفیٰ کالونی، I-317/5-B-2

نارتھ کراچی - 75850